مولانا محمد سعید الرحمٰن العلوی حفظہ

حضرت

مجدد الف ثانیؒ

کی

اصلاحی کوششیں اور انکے اثرات

حضرت مجددؒ نے اس دور میں خطوط وغیرہ کے ذریعہ اصلاح کی کوشش کی بڑے بڑے امراء وزراء کو طویل خط لکھے، کتابیں لکھیں، باقاعدہ سلسلہ تبلیغ شروع کیا تاآنکہ جہانگیر تخت کا وارث بنا اس سلطنت کو نفس اسلام سے عناد نہ تھا، مگر نشہ شاہی شباب پر تھا اور نئے بادشاہ الشباب شعبۃ من الجنون کے تحت سجدہ تعظیمی کا حکم صادر فرما چکے تھے پھر بزور فتویٰ حاصل کیا گیا، اس پر طرہ یہ کہ ملکہ نورجہاں عنان حکومت کی اصل مالک تھی، جو سنیوں کے معاملے میں انتہائی متعصب تھی، غرض شرک و بت پرستی کا سیلاب ایک طرف، بدعات کا سیلاب اس پر مستزاد شریعت و طریقت کی تفریق اور مصیبت۔ لیکن اپنی کوششوں میں آپ مصروف ہیں۔ مکتوبات کے مطالعہ سے آپ کی مساعی اور اس کے نتائج کا پتہ چلتا ہے۔ مکتوب نمبر ۳۳ دفتر اوّل حصہ اوّل میں علماء سوء کی خوب خبر لی۔ پھر مکتوب نمبر ۴۷ دفتر اوّل حصہ دوم بنام شیخ فرید مقرب خاص بادشاہ جہانگیر کی حالت کی طرف متوجہ کراتے ہوئے جید علماء کی صحبت پر ضرور دیتے ہیں۔ قدرت خداوندی بادشاہ مان جاتا ہے، اور چار عالم منتخب کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ مکتوب نمبر ۵۳ دفتر اوّل حصہ دوم میں اظہار مسرت کے ساتھ پھر توجہ دلاتے ہیں۔ کہ صحیح عالم منتخب کرو اگرچہ ایک ہی ہو۔ غرض اس قسم کی اصلاحی کوششوں سے جاہل صوفیاء دنیا پرست علماء کو اپنی کساد بازاری کے خطرہ نے آمادہ مخالفت کیا۔ عظیم سازش تیار کی جو ان کان مکرھم لتزول منہ الجبال کا مصداق تھی۔ انتہا یہ کہ اس مکروہ پروپیگنڈا سے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ جیسے حضرات بھی متاثر ہو جاتے ہیں، جنہوں نے بعد میں جلدی ہی حالات سے

آگاہ ہوکر توبہ کی بعد میں شیخؒ اور مجددؒ کے تعلقات بڑے اچھے ہوگئے (دیکھیں مکتوبات) آپ کے چند خطوط میں قطع و برید کرکے دربار میں پیش کئے گئے اور یہ باور کرایا گیا کہ شیخ احمد اپنے کو صدیق اکبرؓ سے افضل گردانتا ہے، القصہ طلبی ہوئی، تشریف لے جاکر بادشاہ کو سمجھایا، کلمۂ حق نے کام کیا شاہ مطمئن ہوگیا۔ لیکن دنیا پرست کب باز آنے والے تھے دوسرا سٹینٹ اختیار کیا بادشاہ کو باور کرایا گیا کہ یہ شخص سجدہ تعظیمی کا منکر ہے، یقین نہ ہو تو امتحان کرلیں۔ پھر طلبی ہوئی جہانگیر نے سجدہ کا مطالبہ کیا، لیکن محمد مدنیؐ کا غلام یہ کیسے مان لیتا۔؟ جواباً فرمایا "بجز خلاق جہاں کسی کے لئے سجدہ روا نہیں، او جہانگیر کتنی حماقت و بطالت ہے کہ اپنے جیسے عاجز کے سامنے جھکوں" یہ سننا تھا کہ شاہ کا غصہ ابل پڑا، حضورؐ کے متعلق جو جسارت خسرو پرویز نے کی تھی وہی جسارت جھٹکا ہوا جہانگیر غلام محمدؐ کیلئے کر رہا ہے۔ یعنی "سزائے موت" لیکن اچانک اسے منسوخ کرکے سنت یوسفی و محمدی علیہما السلام پر عمل کے لئے گوالیار کے قلعہ میں بھیجوا دیا۔ گدڑی پوش نے قلعہ کو زینت بخشی، رنگ بدل گئے۔ ؟ دو سال گذرے آپ کی کرامت کا ظہور ہوا، جہانگیر کے مقدر کا ستارہ چمک اٹھا خواب میں سید الابرار کو دیکھا۔ آپ بطور تاسف انگلی دانتوں میں دبائے ارشاد فرمارہے ہیں۔ جہانگیر تو نے کتنے بڑے آدمی کو قید کر دیا——
بعد از خواب حکم رہائی دیکر التجی ہوا کہ چند دن ہمنشینی چاہتا ہوں آپ نے منظور کیا یہ صحبت چند روزہ رنگ لائی، جام و سبو توڑ ڈالے۔ نشہ حکومت اتر گیا ہر وقت رونے سے واسطہ ہے پھر ایک دفعہ یہ فقیر کے لنگر کا کھانا کھاکر لطف اندوز ہوا اور اسے زندگی کا بہترین کھانا قرار دیا۔ وارفتگی بڑھی، آخر عمر میں کہا کہ عمر بھر کوئی کام نہیں کیا، ایک دستاویز ہے اسے داور محشر کی عدالت میں پیش کردوں گا۔ وہ یہ کہ ایک مرتبہ شیخ نے فرمایا تھا کہ خدا ہمیں جنّت لے گیا تو تجھے ساتھ لئے بغیر نہ جائیں گے۔ اسی پہ بس نہیں شاہجہان آپ کا مرید ہوا، پھر غازی عالمگیر آپ کے صاحبزادے خواجہ محمد معصوم کا مرید ہوا کون عالمگیر۔؟ قرآن کا کاتب اور ٹوپیاں بنا کر انہیں فروخت کرکے نان جویں پہ قناعت کرنیوالا فتاوی عالمگیری لکھواکر از برما تا تاشقند نظام اسلامی کو نافذ کرنے والا! یہ برکات تھیں امام ربانی کی اور آپ کے مجدد ہونے کی۔

آپ کی زندگی میں ایک وقت وہ بھی آیا جب جرنیل مہابت خان نے جہانگیر اور نورجہاں کو قید کرکے آپ کو لکھا۔ بیا تخت شاہی خالی است۔ تو جواباً لکھا: فقیر را با تخت شاہی چہ کار۔؟

باطنی کمالات | اس سلسلہ میں اس سے پہلے آپ کے پیر و مرشد کے جو ارشادات گزر چکے ہیں وہ کافی و شافی ہیں۔ تاہم ایک دو اور شہادتیں ملاحظہ فرما دیں۔ تیرھویں صدی کے مجدد اور عظیم عالم و صوفی شاہ غلام علی دہلویؒ اپنے مکتوبات کے صفحہ ۱۴۱ مطبوعہ مدراس میں فرماتے ہیں:

"حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ بعد تحریر مناقب حضرت ایشاں نوشتہ اند

لا یحبہ الا مومن تقی ولا یبغضہ الا منافق شقی۔"

کتنا بڑا مقام ہے۔ شاہ غلام علی صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ جیسے مجددین امت کی اس شہادت کے بعد کسی مزید شہادت کی ضرورت نہیں تاہم شہید اعظم مرزا مظہر جانجاں کی شہادت نہ لکھنا بڑی ناانصافی ہوگی۔ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت سرور کائناتؐ کے جمال جہاں آراء سے مشرف ہوا گویا آپ کی بغل میں لیٹا ہوں اور آپ کی مبارک سانس مجھے لگی معاً پیاس محسوس ہوئی۔ سرہندی شہزادے بھی تھے ان سے نبی رحمتؐ نے پانی لانے کو فرمایا۔ میں نے عرض کی یہ میرے مخدوم زادے ہیں۔ فرمایا اب میرا حکم ہے۔ غرض پانی آیا وہ پیا تو حضرت مجدد کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا میری امت میں ان جیسا ہے کون؟ میں نے مکتوبات کے متعلق عرض کیا تو پڑھ کر سنانے کو فرمایا میں نے حضرت حق کی حمد و ثناء کے متعلق انہ تعالیٰ وراء الوراء ثم وراء الوراء پڑھ کر سنائے آپ نے بہت پسند فرمائے دیر تک بار بار سنے اور تحسین فرمائی۔ ان شہادتوں کو پڑھ کر ذرا مولوی محسن الملک مرحوم کو سنئیں فرماتے ہیں: "اگر حضرت عمر فاروق کی ذات بابرکات نہ ہوتی تو ہندوستان میں اتنے مسلمان نہ ہوتے (آیات بینات)۔ کتنا سچ فرمایا۔ ذرا آگے بڑھیں خانوادہ فاروقی کے رجال اعاظم حضرت مجدد فاروقی سرہندی حکیم الہند شاہ ولی اللہ فاروقی اور ان کا خاندان امیر المجاہدین حاجی امداد اللہ فاروقی حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی فاروقی امام اہل سنت مولانا عبدالشکور فاروقی نے کس طرح اپنے جد بزرگوار کے اسوہ حسنہ پر عمل کر کے مسلمانان ہند کے دین و ایمان کی حفاظت فرمائی اور یہ بھی فیض مجددؒ ہی ہے۔ کہ سرزمین ہند کو جس مجدد نے سب سے پہلے اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا وہ آپ ہی ہیں۔ ورنہ پہلے یہ زمین اس شرف سے محروم تھی۔ اور پھر تو سلسلہ چل نکلا، آپ کے بعد شاہ ولی اللہؒ، سید احمد شہیدؒ، شاہ اسمٰعیل شہیدؒ، شاہ غلام علیؒ اور مولانا تھانوی وغیرہ اکابرؒ بلاشبہ مجددین امت ہیں ——

اتباع سنت و اجتناب عن البدعت | مجدد کی زندگی کا صحیح پتہ اسی موڑ پر آکر ملتا ہے۔

سطور بالا میں آپ نے اس سلسلہ کے دھندلے سے نقوش دیکھے۔ انصاف آپ کے ذمہ۔؟
اب مکتوبات کو ملاحظہ فرمادیں، مکتوب ۵-۱۰ دفتر سوم بنام شیخ حسن برکی میں حدیث نبوی: من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مأتہ شہید۔ نقل کرکے اتباع سنت پر جو زور دیا ہے، وہ قابل دید ہے۔ مکتوب ۲۳ دفتر دوم بنام مخدوم زادہ خواجہ محمد عبداللہ، تقسیم بدعت یعنی حسنہ و سیئہ کے متعلق ارقام فرماتے ہیں۔ پچھلے لوگوں نے شاید بدعت میں کوئی اچھائی دیکھی ہوگی کہ اس کے بعض افراد کو مستحسن قرار دیا۔ لیکن فقیر اس مسئلہ میں ان کی موافقت نہیں کرسکتا، اور بدعت کی کسی فرد کو حسنہ نہیں جانتا۔ اور بدعت میں بجز گندگی و تاریکی کچھ محسوس نہیں کرتا —— بدعت کو یہ فقیر کدال کی طرح جانتا ہے، جو اسلام کی عالیشان عمارت کو ڈھارہی ہے۔ آگے بڑھیں، مکتوب ۵۴ دفتر اول بنام شیخ فرید۔ یقین تصوّر فرمائید کہ فساد صحبت مبتدع زیادہ از فساد صحبت کافر است، اللہ اللہ حرکت رگ فاروقی ملاحظہ فرمادیں۔ اور بدعت سے تنفر اور سنت میں انہماک کے جذبہ صادقہ کو دیکھیں کیوں نہ ہو، ارشاد نبوی یوں ہی ہیں۔ من شأ فلیراجعہ۔ اس سے آگے اس عنوان پر کسی چیز کی ضرورت نہیں، اب مقام مجددیت کا نمبر ہے۔ لیکن قاری محمد طیب صاحب کے ارشادات عالیہ اور رشحات فکر نقل کرنے کے بعد اس عنوان پر کیا لکھوں۔؟ سورج کو چراغ دکھانا عقل مندی نہیں، اور اپنے اکابر سے جو تعلق ہے اس کے پیش نظر یہ گستاخی نہیں کرسکتا۔ بس آپ کی شان عزیمت و مجددیت پر ایک فرزند دیوبند کا ارشاد سن لیں اور اس پر یہ عنوان مکمل ہوجاتا ہے سے

ابن حنبلؒ نے کیا تھا کام جو اس نے وہ کرکے ہمیں دکھلایا

باقیات صالحات اختتام سے قبل اس عنوان سے چند سطور ضروری ہیں، اس سلسلہ کی دو کڑیاں ہیں۔ فرزندان گرامی قدر و خلفاء اور آپ کی تصنیفات۔ ان پر تفصیلی گفتگو فی الحال مشکل ہے۔ مختصراً یہ کہ تصنیفات میں مکتوبات[۱] سر فہرست ہیں۔ ان کے بیسوں حوالے اوپر گذرے لیکن نسبت سمندر اور قطرہ کی ہے، فی الحقیقت امام کے مکتوبات سینکڑوں تصنیفات کا حکم رکھتے ہیں۔ اور انسانی زندگی کیلئے کافی شافی ذخیرہ ہیں۔ زندگی کے ہر مسئلہ کا حل ان میں ہے، جو چاہے تجربہ کرکے دیکھ لے۔ علاوہ ازیں معارف لدنیہ[۲]، رد روافض[۳]۔ اثبات النبوۃ[۴]۔ شرح رباعیات[۵]، تعلیقات عوارف[۶]، رسالہ علم حدیث[۷]، حالات خواجگان نقشبند[۸]، مبدء و معاد[۹]، تعین ولاتعین[۱۰]، رسالہ تہلیلیہ[۱۱]، مکاشفات غیبیہ[۱۲]، آداب المریدین[۱۳]، مسئلہ وحدت الوجود[۱۴]، تحقیق قیومیت[۱۵]، مقصود الصالحین[۱۶]

مشہور ہیں۔ فرزندانِ گرامی قدر خواجہ محمد صادق (ولادت ۱۰۰۰ھ وفات ۹ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ) سب سے بڑے ہیں۔ عالم جوانی میں اباّ میاں کے سامنے راہی ملکِ بقا ہوئے آپ کو بڑا صدمہ تھا۔ کمالات صادق کا ذکر مکتوبات میں ہے۔ پھر خواجہ محمد سعید (ولادت ۱۰۰۵ھ وفات ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۷۰ھ) معروف بخازن الرحمۃ ہیں۔ پھر خواجہ محمد معصوم معروف بہ عروۃ الوثقیٰ ـــ سلسلہ کی اشاعت سب سے زیادہ ان سے ہوئی، عالمگیر کے شیخ تھے۔ دہلی کی مشہور عالم خانقاہ اور اب پاکستان میں خانقاہ سراجیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی آپ ہی کے سلسلہ سے متعلق ہیں (ولادت ۱۰۰۷ھ وفات ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ) چوتھے صاحبزادے شاہ محمد یحییٰ تھے، اباّ میاں کی وفات کے وقت نو برس کے تھے، تحصیل علوم و طریقت بھائیوں سے کی۔ (وفات ۱۰۹۶ھ)

رہ گئے خلفاء تو ان کا کیا حساب، ہندوستان کا کوئی شہر آپ کے خلفاء سے خالی نہیں۔ پچاس خلفاء تو صرف انبالہ میں تھے۔ پھر دیارِ عرب غزنی کابل بخارا سمرقند وغیرہ میں خدامِ شیخ کی اتنی کثرت ہے کہ لا تعد ولا تحصیٰ۔ اور سب نے علوم امام سے اس جہان ظلمت و تاریکی کو منور کیا۔ جزاہم اللہ۔ مولانا نسیم احمد مجددی فاروقی امروہی نے آپ کے خلفاء کے حالات کے سلسلہ میں تحقیقی کام کیا ہے۔ شائق حضرات ان سے رابطہ قائم کریں۔ پھر آپ کے علوم و معارف کی ایک زندہ جاوید یادگار دنیا کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند ہے۔ روایات مشہورہ و متواترہ کے پیش نظر آپ نے اس مقام سے گذرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے یہاں سے بوئے علم آرہی ہے چنانچہ یہ مسلم حقیقت ہے کہ اس دورِ تجدد میں بھی حضرت مجددؒ کے علوم و معارف کو دارالعلوم دیوبند کسطرح ایک مقدس امانت سمجھ کر سنبھالے ہوئے ہے۔ اور بانیانِ دیوبند کے روحانی اور علمی رشتے جسطرح اس قدسی وقت بزرگ سے ملتے ہیں اس سے اربابِ نظر آگاہ ہیں۔ تو گویا وجود دارالعلوم دیوبند بھی آپ کے باقیات صالحات میں سے ہے اور اسے شمار نہ کرنا ایک عظیم ناانصافی ہوگی۔ ایسی روایات حضرت سید احمد شہیدؒ کے متعلق بھی مشہور ہیں کہ انہوں نے جہاد کی مہم پر تشریف لے جاتے ہوئے یہاں وہی الفاظ فرمائے تھے اور ان روحانی رشتوں سے بھی دنیا آگاہ ہے۔

خاتمہ سخن | بالآخر وہ مجدد الف ثانیؒ قطبِ زمان اور صاحب عزم و استقامت انسان جسکی حق و راستی کی آواز کے سامنے باطل کو سرنگوں ہونا پڑا۔ اور جس کے اثر عالمگیری سے شاہانِ مغلیہ کا رخ بدل گیا، موت کے بے رحم ہاتھوں کے سامنے بے بس ہوگیا۔ ـــ سچ ہے کل شیٔ ھالک الا وجہہ ؎

موت سے آخر کوئی لقا ہی ہو صاحب کمال　　حی و قیوم اک فقط ہے ذات ربِ ذوالجلال

لیکن اسے اسکا صدمہ نہ تھا اور کیوں ہوتا محبوب رب العالمین ﷺ کو جب وصال و حیات میں انتخاب کا حکم ہوا تو آپ نے "رفیق اعلیٰ" سے وصال کو ترجیح دی اور فرمایا الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب۔ تو آپ کا ایک سچا خادم کیوں پریشان ہوتا اسے تو خوشی تھی عمر کے آخری شعبان میں شب برأت کو عبادت کیلئے خلوت خانہ تشریف لے گئے، علی الصباح بیوی نے کہا کہ نہ معلوم آج کی رات کس کس کا نام دفتر ہستی سے کاٹا گیا۔ فرمایا: تم بطور شک کہہ رہی ہو، اس شخص کا کیا حال ہوگا جس نے اپنا نام محو ہوتا خود دیکھا۔ اس کے بعد ارشاد و ہدایت کا سارا کام سپرد صاحبزادگان کر کے خلوت کو زیادہ پسند فرمانے لگے ؎

وعدہ وصل چوں شود نزدیک　　　آتش عشق تیز تر گردد

وسط ذوالحجہ میں ضیق النفس کی بیماری کا شکار ہوئے اور تپ محرقہ اس پر مستزاد حتیٰ کہ ۱۲ محرم الحرام کو فرمایا کہ بس ۴۰، ۵۰ دن کے اندر یہاں سے سفر کرنا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ سہ شنبہ بعمر ۶۳ سال اس دار فانی سے راہی ملک بقا ہوئے۔ انا للہ۔ اللہ اللہ متابعت نبوی اور محبت صدیق و فاروق کا کیا صلہ ملا۔ گنبد خضرا کے وہ تینوں مکین اسی عمر میں دار آخرت کو سدھارے تھے۔ "رفیع المراتب" مادہ تاریخ ہے۔ جس صبح انتقال ہوا اس دن حسب معمول اٹھ کر تہجد پڑھی۔ فارغ ہو کر خدام سے فرمایا کہ تم نے تیمارداری کی بڑی تکلیف کی۔ آج یہ تکلیف ختم ہے۔ آخرت وقت میں اسم ذات کا بہت غلبہ تھا۔ اسی حال میں اللہ کو پیارے ہوئے۔ فرزند ثانی خواجہ محمد سعید نے نماز جنازہ پڑھی اور برادر اکبر خواجہ محمد صادق شیخ کے فرزند رشید کے پہلو میں دفنا دئے گئے۔ دفن اس مقام پر ہوئے جسکے متعلق مکتوبات میں ہے کہ میرے قلب کے انوار وہاں چمکتے ہیں۔ مزار مرجع خلائق ہے اور دور ظلمت و بدعت میں ہر قسم کی آلائشوں سے پاک اور یہ ایک واضح کرامت ہے۔

؎ مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم　　　تو نے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کئے

حضرت مجنون کلکتوی نے آستان شیخ پر بڑی دردناک نظم لکھی ہے آخر اسے بناتا ہوں۔

الا اے دولت طالع تو یابی صد وقار ایں جا!　　　زر ایں جا، گنج ایں جا، شوکت ایں جا، افتخار ایں جا

بسوئے روضہ چوں رفتم ز شرح صدر دانستم　　　دل ایں جا، مدعا ایں جا، امید ایں جا، قرار ایں جا

خیال ساقی زمزم عجب پر کیف اثر دارد　　　خم ایں جا، ساغر ایں جا، بادہ ایں جا، بادہ خوار ایں جا

زداغ عشق شاہم سینۂ گلزار جہاں دارم　　　گل ایں جا، نرگس ایں جا، سنبل ایں جا، لالہ زار ایں جا

سرایم ہمچوں مجنوں در جوار روضۂ اقدس!　　　من ایں جا، زندگی ایں جا، اجل ایں جا، مزار ایں جا

ان نقوش کو پڑھ کر ایک بار پھر مولانا ابوالکلام آزاد کا ابتدائی جملہ پڑھیں اور سوچیں کہ شہنشاہ اقلیم خطابت و بلاغت نے عشاق کے متعلق کتنا بلیغ جملہ فرمایا۔ اللہ میاں ہمیں شیخ کے نقش قدم پر چلائے، الحاد و بدعات کی آندھیوں سے بچائے اور کوئی وارث مجدد پیدا کر کے نئے دینی فتنوں کا سدباب کرے۔

ع　ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد